

4 اپریل 1961

ازعدالت الاعظسی

سوناپور چائے کمپنی، لمیٹڈ

بنام

مسمات مازر النساء

(پی بی گجیندر گڈکر، اے کے سرکار، کے این وانچو، کے سی داس گپتا اور این راجا گوپالا

آئینگر، جسٹسز)

زمین کی ملکیت - تعین مدت - قانون سازی، اگر کوئی رنگین قانون ہے - آئینی جواز -  
 آسام فلسنگ آف سیلنگ آن لینڈ ہولڈنگ ایکٹ، 1957 (آسام 1 آف 1957)، دفعہ 4، 5،  
 16، 18 - آسام لینڈ اینڈ ریونیورگیویشن، 1886 (قاعدہ 1 آف 1886)، دفعہ 3 (جی)، 9 -  
 آئین ہند، آرٹیکل 31 اے (2) (بی)۔

یہ اپیلیں آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت ہائی کورٹ میں دائر دو عرضیوں سے پیدا ہوئی ہیں، جن میں آسام فلسیزیشن آف سیلنگ آن لینڈ ہولڈنگ ایکٹ، 1957 کے آئینی جواز کو چیلنج کیا گیا ہے۔ ہائی کورٹ نے عرضیوں کو خارج کرتے ہوئے کہا کہ مذکورہ ایکٹ کو آئین کے آرٹیکل 31 اے کے تحت تحفظ حاصل ہے۔ یہ قانون زرعی اصلاحات کا ایک پیماہ تھا اور اس کی منصفانہ تقسیم لانے کے لئے افراد کے پاس زمین کی حدود عائد کی گئیں۔ اصل میں منظور ہونے والے اس قانون اور اس کے بعد کی ترمیم کو صدر جمہوریہ کی منظوری ملی اور اس سے آئین کے آرٹیکل 31 اے (آئی) (اے) کی شرط کی ضرورت پوری ہوئی۔ لہذا سوال یہ تھا کہ کیا درخواست گزاروں کے وہ حقوق جو مذکورہ ایکٹ کے ذریعے چھین لیے گئے تھے یا ختم کر دیے گئے تھے، آئین کے آرٹیکل 31 اے (2) (بی) کے معنی کے اندر جانیداد کے حوالے سے ”حقوق“ تھے۔

آئین کے آرٹیکل 31 اے (2) (بی) میں "جائیداد کے حوالے سے حقوق" کا لفظ بہت وسیع پیمانے پر ہے اور اسے آزادانہ طور پر سمجھا جانا چاہئے، اور آسام لینڈ اینڈ ریونیورگولیشن، 1886 کی دفعہ 3 (جی) اور 9 کی دفعات کی روشنی میں غور کیا جاتا ہے۔ اور مذکورہ ایکٹ میں شامل متعلقہ تعریفوں میں اس میں کوئی شک نہیں کہ درخواست گزاروں کے حقوق، جنہیں مذکورہ ایکٹ نے ختم کر دیا تھا، اظہار رائے کے دائرے میں آتے ہیں۔

ٹھا کر گھویر سنگھ بنام ریاست اجمیر، (1959) ضمنی 1 ایس سی آر 478، شری رام نارائن میدھی بنام ریاست بمبئی، (1959) ضمنی 1 ایس سی آر 489 اور آتمارام بنام ریاست پنجاب (1959) ضمنی 1 ایس سی آر 748 کا حوالہ دیا گیا۔

ایک رنگین قانون سازی وہ ہے جس میں مقننہ اپنے قانون سازی کے اختیارات کی قانونی حدود سے تجاوز کرتی ہے اور بظاہر جائز اور معقول دفعات کی آڑ میں اپنے اصل مقصد کو چھپاتی ہے اور اس طرح بالواسطہ طور پر وہ کام کرنے کی کوشش کرتی ہے جو وہ براہ راست نہیں کر سکتی۔

کے جی گجپتی نارائن دیو بنام دی سٹیل آف اٹریسہ، (1954) ایس سی آر 1، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

یہ کہنا درست نہیں تھا کہ ممنوعہ ایکٹ ایک رنگین قانون سازی تھا جس کا پوشیدہ مقصد باب 11 کے ذریعہ فراہم کردہ طریقے سے زمین صحیح طریقے سے منافع کمانا تھا یا یہ کہ پیتھ اور مادہ کے ذریعہ یہ منافع کمانے کا اقدام تھا یا ایکٹ کے دفعات 16 اور 18 کے اس مقصد کے لیے آلات تھے۔ یہ ایکٹ کے پورے مقصد سے بڑے پیمانے پر تضاد ہے جو کہ زرعی اصلاحات کا ایک پیمانہ ہے، اس کی تمام دفعات پر بڑی تحریر ہے اور ایکٹ کے دفعہ 4 کے ذریعہ واضح طور پر منفی ہے جو یہ فراہم کرتا ہے کہ کسی بھی صورت میں کرایہ دار کی طرف سے ادائیگی حاصل کرنے میں ادائیگی نہیں کی جاسکتی۔ تصفیہ زمین کے حصول میں حکومت کی طرف سے ادا کیے جانے والے معاوضے کی رقم سے زیادہ ہے۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار: 1960 کی دیوانی اپیلیٹ نمبر 235 اور 236۔

گوہاٹی میں آسام ہائی کورٹ کے 23 جنوری 1959 کے فیصلے اور حکم نامے کے خلاف 1958 کے سول رولز نمبر 138 اور 139 میں اپیلیٹ ترمیم 23 ل، من ج۔۔

اپیل کنندہ کی طرف سے این سی چٹرجی، امجدائے یو اور کے آر چودھری (1960 کے سی اے نمبر 235 میں)۔

ڈی این مکھرجی، اپیل کنندہ کے لئے (1960 کے سی اے نمبر 236 میں)۔

جواب دہندگان کی طرف سے آسام کے ایڈوکیٹ جنرل ایس ایم لہری اور نونیت لال شامل ہیں۔

4 اپریل 1961ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس گجیندر گڈ کر۔ یہ دونوں اپیلیٹ 1958 کی دورٹ عرضیوں نمبر 138 اور 139 سے پیدا ہوئی ہیں، جو بالترتیب 15 ڈی سمبھو ناتھ پانڈی اسٹریٹ، کلکتہ 9 کی سونا پورٹی کمپنی لمیٹڈ اور ضلع کامروپ کے گاؤں بھونامری کے عبدالغفور کی اہلیہ مسما مازر النساء کی طرف سے دائر کی گئی تھیں، جس میں انہوں نے آسام فلسیشن آف سیلنگ آن لینڈ ہولڈنگز ایکٹ 1 کے جواز کو چیلنج کیا تھا۔ مذکورہ رٹ عرضیوں کو آسام ہائی کورٹ نے کافی حد تک اس بنیاد پر خارج کر دیا ہے کہ چونکہ مذکورہ قانون آرٹیکل 31 اے کے تحفظ میں آتا ہے اس لئے دونوں درخواست گزاروں کی طرف سے آرٹیکل 14، 19 (ایل) (ایف) اور 31 (2) کے تحت ایکٹ کی متعدد دفعات کو چیلنج کرنے پر غور نہیں کیا جاسکتا ہے۔ بنیادی طور پر اس بنیاد پر رٹ پٹیشنوں کو خارج کرنے کے بعد ہائی کورٹ نے دونوں اپیل کنندگان کو اس عدالت میں اپیل میں آنے کا سرٹیفکیٹ دیا، اور اس طرح مذکورہ سرٹیفکیٹ کے ساتھ ہی دونوں اپیلوں کو اس عدالت میں لایا گیا ہے۔

یہ ضروری نہیں ہے کہ دونوں رٹ پٹیشنوں کی طرف لے جانے والے مادی حقائق کو کسی بھی تفصیل سے بیان کیا جائے۔ یہ کہنا کافی ہوگا کہ مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 5 کے تحت مدعا علیہ ڈپٹی کمشنر اور کامروپ کے

کلکٹر نے دونوں درخواست گزاروں کو نوٹس جاری کیا تھا جس میں ان سے کہا گیا تھا کہ وہ مقررہ فارم میں اپنی تمام زمینوں کی تفصیلات پیش کریں اور اس میں پلاٹ یا زمین کے اپنے انتخاب (دفعہ 4 کے تحت طے شدہ حدود سے تجاوز نہ کریں) کے بارے میں بتائیں۔ ایکٹ کی دفعات کے تحت برقرار رکھیں۔ درخواست گزاروں نے ہائی کورٹ کے سامنے دلیل دی کہ جس ایکٹ کے تحت انہیں یہ نوٹس دیا گیا ہے وہ غیر قانونی اور غیر قانونی ہے اور اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ دفعہ 5 کے تحت جاری کردہ نوٹس کو منسوخ کیا جائے۔ یہ واحد متعلقہ حقیقت ہے جسے موجودہ اپیلوں کا فیصلہ کرنے کے لئے بیان کرنے کی ضرورت ہے۔

اس ایکٹ کو 7 دسمبر 1956 کو صدر کی منظوری ملی، اور 16 جنوری 1957 کو سرکاری ریاستی گزٹ میں شائع ہوا۔ اس کے بعد 1957 کے ترمیمی ایکٹ XVII کے ذریعہ اس میں ترمیم کی گئی اور 8 نومبر 1957 کو کی گئی ترمیم کی منظوری حاصل کی گئی۔ ریاستی حکومت کی طرف سے 7 فروری 1958 کو جاری کردہ ایک نوٹیفکیشن کے ذریعہ، ترمیم شدہ ایکٹ 15 فروری 1958 کو نافذ ہوا۔

اس ایکٹ کی وسیع خصوصیات پر مختصر طور پر غور کرنا مناسب ہے۔ یہ اس لئے منظور کیا گیا ہے کیونکہ مقننہ نے زمین کی منصفانہ تقسیم لانے کے لئے کسی شخص کے پاس موجود زمین کی مقدار پر حد عائد کرنے کا اہتمام کرنا ضروری سمجھا۔ یہ کہ ایکٹ کا مقصد ہونے کی وجہ سے ایکٹ کی بنیادی شق دفعہ 4 کے ذریعہ موجودہ ہولڈنگ پر ایک حد عائد کرتی ہے۔ یہ قانون دفعہ 1 (2) میں بیان کردہ سات اضلاع تک پھیلا ہوا ہے، اور اس کے آپریشن سے دفعہ 2 کی شقوں (اے) سے (ای) میں بیان کردہ زمینوں کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ ان شقوں میں عوامی نوعیت کے کسی مذہبی یا خیراتی ادارے سے تعلق رکھنے والی زمینیں، چائے کی خصوصی کاشت یا اس سے وابستہ مقاصد کے لیے رکھی گئی زمینیں اور یکم جنوری 1955 سے پہلے کسی بھی شخص کی جانب سے کمپیکٹ بلاک میں بڑے پیمانے پر لیموں کی کاشت کے لیے استعمال کی جانے والی 150 بیگھ سے زیادہ زمینیں، موثر طریقے سے منظم کھیتوں کے ذریعے استعمال کی جانے والی زمینیں جن پر بھاری سرمایہ کاری یا مستقل ساختی بہتری کی گئی ہو اور جن کے ٹوٹنے کا امکان ہو۔ پیداوار میں کمی، اور ایسی فیکٹری کے مقصد کے لئے گنے کی کاشت کے لئے شوگر فیکٹری یا کوآپریٹو فارمنگ سوسائٹی کے پاس زمین، اس طرح یہ دیکھا جائے گا کہ اس قانون کے ذریعہ متعارف کرائی گئی زرعی اصلاحات کے اقدامات میں ان زمینوں کے بارے میں استثنیٰ دیا گیا ہے جن کے بارے میں اس کا خیال تھا کہ ریاست کی معیشت کے مفاد میں انہیں قانون کے نفاذ سے باہر رکھا جانا چاہئے۔ دفعہ 3 تعریف دفعہ ہے۔ اس میں زمین کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ وہ زمین جو زرعی مقاصد یا مقاصد کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے یا اس کے ماتحت ہے اور اس میں ایسی زمین سے

ملحقہ عمارتوں کے مقامات بھی شامل ہیں۔ دفعہ 3 (جی) کے تحت لفظ ”لینڈ ہولڈر“ کا مطلب آسام لینڈ اینڈ ریونیورگیولیشن، 1886 (قواعد 1 آف 1886) میں تفویض کیا گیا ہے۔ دفعہ 3 (ایچ) کے تحت ”مالک مکان“ وہ شخص ہے جس کے ماتحت کرایہ دار ہے لیکن اس میں حکومت شامل نہیں ہے۔ اور دفعہ 3 (1) کے تحت ”مالک“ میں مالک، زمین دار یا آبادکاری ہولڈر شامل ہیں جیسا کہ 1886 کے آسام لینڈ اینڈ ریونیورگیولیشن 1 کے دفعہ 3 میں بیان کیا گیا ہے لیکن اس میں حکومت شامل نہیں ہے۔ دفعہ 3 (او) میں ”کرایہ دار“ کی تعریف اس شخص سے کی گئی ہے جو کسی دوسرے شخص کے ماتحت زمین رکھتا ہے، لیکن ایک خصوصی معاہدے کے لئے، دوسرے شخص کو اس زمین کا کرایہ ادا کرنے کا ذمہ دار ہوگا، اور اس میں وہ شخص بھی شامل ہوگا جو پیداوار کا حصہ دینے کی شرط پر کسی دوسرے شخص کی زمین پر کھیتی کرتا ہے۔ یہ واحد تعریفیں ہیں جو ہمارے مقصد کے لئے متعلقہ ہیں۔

دفعہ 4 جو ایکٹ کا اہم دفعہ ہے، موجودہ ہولڈنگ کی حد مقرر کرتا ہے۔ مقرر کردہ حد اس کی شرائط کے تحت مجموعی طور پر 150 بیگہ ہے۔ دفعہ 5 مناسب حکام کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ حد سے زیادہ زمین رکھنے والے افراد کی طرف سے گوشوارے جمع کرانے کا مطالبہ کریں۔ دفعہ 8 ریاستی حکومت کو سرکاری گزٹ میں ایک نوٹیفکیشن شائع کر کے ایسی اضافی زمینوں کو حاصل کرنے کا اختیار دیتی ہے کہ ایسی زمینیں عوامی مقصد کے لئے ضروری ہیں، اور اس طرح کی اشاعت ایسی زمین رکھنے والے شخص یا افراد کو حصول کے نوٹس کا حتمی ثبوت ہوگی۔ دفعہ 8 کے ذریعہ مقرر کردہ اضافی زمینوں کے حصول کے بعد دفعہ 9 کے تحت مذکورہ زمینوں کو ریاست میں منتقل کیا جاتا ہے۔ دفعہ 8 کے تحت نوٹیفکیشن کی اشاعت کے بعد ایسی تمام اضافی زمینیں مذکورہ نوٹیفکیشن کی اشاعت کی تاریخ سے ریاستی حکومت کو منتقل کر دی جائیں گی جو ان کے اصل مالک یا مالکان کی طرف سے معاوضے سے آزاد ہوں گی۔ دفعہ 11 کے تحت کلکٹر مذکورہ زمینوں پر قبضہ کرنے کا مجاز ہے۔ دفعہ 12 معاوضے کے اصولوں کو بیان کرتی ہے اور اس طریقہ کار کی وضاحت کرتی ہے جس میں مذکورہ معاوضے کو مالک اور کرایہ دار کے درمیان تقسیم کیا جانا چاہئے۔ اور دفعہ 13 اس طرح کے معاوضے کی ادائیگی کے طریقہ کار کا اہتمام کرتی ہے۔ دفعہ 14 کے تحت معاوضے کی عبوری ادائیگی بیان کے مطابق کی جاسکتی ہے۔ یہ باب دوم میں متعلقہ دفعات ہیں جو اضافی زمین کے موجودہ رکھنے اور حصول کی حد سے متعلق ہیں۔

تیسرا باب اضافی زمین کو ٹھکانے لگانے سے متعلق ہے۔ دفعہ 16 (1) کے تحت اگر کوئی کاشتکار کرایہ دار مالک سے حاصل کردہ زمین پر قبضہ کر رہا ہے تو اس کے پاس مندرجہ ذیل شرائط پر مقررہ مدت کے اندر ایسی زمین کی آبادکاری کا اختیار ہوگا، یعنی (الف) زمین کا رقبہ اس کے یا اس کے خاندان کے کسی رکن

کے پاس کرایہ دار یا مالک کے طور پر اس طرح آباد نہیں ہوگا۔ دفعہ 4 کے تحت متعین کردہ حد، اور (بی) کہ وہ ریاستی حکومت کو ایک یا ایک سے زیادہ مساوی سالانہ اقساط میں ادا کرے گا جو اس کے ذریعہ مقرر کردہ پانچ سے زیادہ رقم سے زیادہ نہ ہو لیکن اس کے حصول کے لئے ریاستی حکومت کی طرف سے ادا کیے جانے والے معاوضے سے زیادہ نہ ہو، بشرطیکہ اسے کسی بھی رقم کو ایڈجسٹ کرنے کا حق ہو جو وہ ایکٹ کی دفعات کے تحت معاوضے کے طور پر وصول کرنے کا حقدار ہے۔ شق (بی) کے تحت ادائیگی کے ذمہ دار ہیں۔ دفعہ 16 (2) میں کہا گیا ہے کہ مذکورہ بالا ذیلی دفعہ 9 کے تحت پوری رقم کی ادائیگی پر زمین دار کی حیثیت کے ساتھ کرایہ دار کے ساتھ تصفیہ کیا جائے گا۔ دفعہ 18 کے تحت یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ اگر کوئی کرایہ دار دفعہ کے تحت حاصل کردہ کسی بھی زمین پر قبضہ کر کے ایسی زمین کی آباد کاری نہیں کرتا ہے تو وہ زمین میں کوئی حق، ملکیت یا سود حاصل نہیں کرے گا اور اسے خارج کر دیا جائے گا۔ باب چہارم سالانہ لیز کے تحت اضافی زمین سے متعلق ہے اور اس پر قبضہ کرنے کا اہتمام کرتا ہے۔ باب پنجم میں مستقبل کے حصول کی حد مقرر کی گئی ہے، اور باب چھ میں مکان مالک کی طرف سے ذاتی کاشت کاری کے لئے کرایہ داروں سے زمین کی بحالی کی حد کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ساتویں باب میں لینڈ ریفرم بورڈ کے قیام کا اہتمام کیا گیا ہے اور اس کے افعال کا تعین کیا گیا ہے جبکہ آٹھویں باب میں متفرق دفعات شامل ہیں۔ یہ مختصر طور پر اس ایکٹ کی اسکیم ہے۔

ہمارے فیصلے سے جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا یہ ایکٹ آئین کے آرٹیکل 31 اے کے تحت محفوظ ہے۔ زرعی اصلاحات کے قانونی اقدامات سے نمٹنے میں اس عدالت نے کئی مواقع پر اس آرٹیکل کا استعمال کیا ہے۔ اس طرح کی اصلاحات کا مقصد عام طور پر ریاست اور کاشت کار کے درمیان ثالثی کرنے والوں کو ختم کرنا اور حقیقی کاشتکار کو اپنے اور ریاست کے درمیان براہ راست تعلقات کا درجہ دے کر اس کی مدد کرنا ہوتا ہے۔ آرٹیکل 31 اے (ایل) (اے) میں کہا گیا ہے کہ آرٹیکل 13 میں کچھ بھی موجود ہونے کے باوجود ریاست کی طرف سے کسی جائیداد کے حصول یا اس میں کسی بھی حقوق کے حصول یا اس طرح کے کسی بھی حقوق کو ختم کرنے یا ترمیم کرنے کا کوئی قانون اس بنیاد پر کالعدم نہیں سمجھا جائے گا کہ یہ آرٹیکل 14 کے تحت دیئے گئے کسی بھی حقوق سے مطابقت نہیں رکھتا ہے۔ آرٹیکل 1 یا آرٹیکل 31 میں کہا گیا ہے کہ جہاں ایسا قانون کسی ریاست کی مقننہ کے ذریعہ بنایا گیا قانون ہے، اس آرٹیکل کی دفعات اس وقت تک لاگو نہیں ہوں گی جب تک کہ ایسا قانون، جو صدر کے غور و خوض کے لئے محفوظ ہے، اس کی منظوری حاصل نہیں کرتا ہے۔ ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ اس ایکٹ کے لئے صدر جمہوریہ کی منظوری حاصل کی گئی ہے جیسا کہ یہ اصل میں منظور کیا گیا تھا اور ترمیمی ایکٹ کے لئے جس نے بعد میں اصل ایکٹ کی کچھ دفعات میں ترمیم کی تھی

، اور اس طرح آرٹیکل 31 اے (ایل) (اے) کی شرط کے ذریعہ مقرر کردہ ضرورت کو پورا کیا جاتا ہے۔ اس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اپیل کنندگان کے حقوق جو بلاشبہ چھین لیے گئے ہیں وہ آرٹیکل 31 اے (بی) (بی) کے مطابق "جائیداد" کے حوالے سے حقوق ہیں۔

ہم پہلے ہی دفعہ 3 (ایف)، (جی)، (ایچ) اور (او) کے ذریعہ زمین، زمین دار، زمیندار اور کرایہ دار کی تعریف میں دیکھ چکے ہیں۔ یہ ایک عام بنیاد ہے کہ جن زمینوں کو حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہ آرٹیکل 31 اے (2) کے مطابق "جائیداد" کے اندر آتی ہیں۔ کیا درخواست گزاروں کو دیے گئے حقوق "جائیداد" کے حوالے سے حقوق کے برابر ہیں؟ اس سوال کا فیصلہ کرنے کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ متعلقہ وقت پر آسام میں نافذ مدت کار سے متعلق موجودہ قانون کی دفعات پر غور کیا جائے۔ زمین کی مدت سے متعلق موجودہ قانون آسام لینڈ اینڈ ریونیورگیولیشن، 1886 (قاعدہ 1 آف 1886) کی دفعات میں پایا جانا ہے۔ مذکورہ ریگولیشن کی دفعہ 3 (جی) میں کہا گیا ہے کہ "زمیندار" سے مراد وہ شخص ہے جس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ اس نے دفعہ 8 کے تحت زمین دار کا درجہ حاصل کر لیا ہے۔ اب، جب ہم دفعہ 8 کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہم پاتے ہیں کہ یہ وہ طریقہ فراہم کرتا ہے جس کے ذریعے زمین دار کا درجہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اور دفعہ 9 ایسے زمینداروں کے حقوق فراہم کرتی ہے۔ دفعہ 9 کے تحت زمین دار کو اپنی زمین کے استعمال اور قبضے کا مستقل، قابل استعمال اور منتقلی کا حق حاصل ہوگا جو وقتاً فوقتاً زمین کے حوالے سے قانونی طور پر تشخیص یا عائد کردہ محصولات، ٹیکسوں، سیس اور نرخوں کی ادائیگی سے مشروط ہوگا۔ اس دفعہ کی بقیہ دو شقوق پر غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ نوٹ کیا جائے گا کہ "جائیداد کے حوالے سے حقوق" کا لفظ بہت وسیع طول و عرض کا حامل ہے اور اس طرح "سیاق و سباق" کا تقاضا ہے کہ اسے ایک بہت ہی لبرل تشریح ملنی چاہیے۔ اس طرح اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ اپیل کنندگان کے حقوق جو ختم ہو چکے ہیں وہ بلاشبہ آرٹیکل 31 اے (2) (بی) کے مطابق "جائیداد کے حوالے سے حقوق" ہیں۔ درحقیقت مسٹر چٹرجی نے اس موقف پر سنجیدگی سے اختلاف نہیں کیا ہے جنہوں نے ٹھا کر باغیر سنگھ بنام ٹھا کر باغیر سنگھ معاملے میں اس عدالت کے فیصلوں کا احترام کرتے ہوئے منصفانہ طور پر تسلیم کیا تھا۔ ریاست اجمیر (اب باجا سٹھان)، شری بام بام نارائن میھی بنام ریاست بمبئی اور آتما بام بنام ریاست پنجاب وہ یہ دلیل نہیں دے سکیں گے کہ ہائی کورٹ کا موقف غلط ہے۔

اس مشکل کا سامنا کرتے ہوئے مسٹر چٹرجی نے یہ دلیل دینے کی کوشش کی کہ یہ قانون قانون سازی کا ایک رنگین ٹکڑا ہے اور اسے اس طرح منسوخ کر دینا چاہئے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اگرچہ بظاہر یہ زرعی

اصلاحات کا ایک پیمانہ ہے لیکن درحقیقت اس کا بنیادی مقصد اور حقیقت یہ ہے کہ اس کی دفعات کے تحت آنے والی جائیداد کو حاصل کیا جائے اور باب سوم کے ذریعہ فراہم کردہ طریقے سے اسے ٹھکانے لگا کر منافع کمایا جائے۔ کیونکہ مذکورہ آپشن کے استعمال میں مقررہ رقم کی ادائیگی کی ذمہ داری شامل ہے، حالانکہ پانچ قسطوں میں، اور مسٹر چٹرجی کے مطابق، یہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ریاست سودے بازی سے منافع کمانا چاہتی ہے۔ مسٹر چٹرجی کی شکایت دفعہ 18 کی دفعات کے خلاف بھی ہے جس کے تحت جو کرایہ دار تصفیہ کا انتخاب نہیں کرتا ہے اسے بے دخل کیا جاسکتا ہے۔ ہم اس دلیل سے متاثر نہیں ہیں۔ رگین قانون سازی کا نظریہ درحقیقت یہ کہتا ہے کہ قانون سازی بالواسطہ طور پر وہ کام کرنے کی کوشش کرتی ہے جو وہ براہ راست نہیں کر سکتی۔ دوسرے لفظوں میں، اگرچہ قانون کا خط مقننہ کے اختیارات کی حدود کے اندر ہے، لیکن درحقیقت قانون نے ان اختیارات کی خلاف ورزی کی ہے اور ایسا کرتے ہوئے اس نے بظاہر جائز اور معقول دفعات کی آڑ میں اپنے اصل مقصد کو چھپانے کی احتیاط برتی ہے (زیر: کے جی گجپتی نارائن دیو بنام ریاست اڑیسہ) اس موقف پر اختلاف نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اس پر اختلاف کیا جاسکتا ہے۔

تاہم، کیا مسٹر چٹرجی صحیح ہیں جب وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ اس قانون اور درحقیقت اس کا بنیادی مقصد جائیداد حاصل کرنا اور اسے منافع پر ٹھکانے لگانا ہے؟ یہ وہ سوال ہے جو ہمارے فیصلے کا مطالبہ کرتا ہے۔ ہماری رائے میں اس سوال کا جواب واضح طور پر اپیل کنندگان کے خلاف ہونا چاہئے۔ اس ایکٹ کا پورا مقصد جو اس کی تمام دفعات میں شامل ہے، ثالثوں کو ختم کرنا اور زمینوں کو یا تو کاشتکار یا کاشتکار کے پاس چھوڑ دینا ہے۔ اس مقصد کے ساتھ دفعہ 4 کے تحت حد مقرر کی گئی ہے، اضافی زمینوں کے حصول کے لئے اہتمام کیے گئے ہیں، اور اضافی زمینوں کو کرایہ داروں کے حق میں ٹھکانے لگانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ بات اہم ہے کہ کرایہ داروں پر زمینوں کو آباد کرنے میں یہ واضح طور پر فراہم کیا گیا ہے کہ کرایہ دار کو جو ادائیگی کرنی ہوگی اور وہ بھی ایک یا ایک سے زیادہ آسان اقساط میں جو پانچ سے زیادہ نہیں ہوگی۔ اس کے حصول کے لئے ریاستی حکومت کی طرف سے ادا کیے جانے والے معاوضے سے زیادہ نہیں ہوگی۔ یہ شق مسٹر چٹرجی کے اس مفروضے کو واضح طور پر منفی کرتی ہے کہ اضافی زمینوں کو ٹھکانے لگانے کے معاملے میں کوئی بھی منافع حاصل کرنے کا ارادہ ہے۔ ریاست دفعہ 12 کے ذریعہ مقرر کردہ اصولوں کے تحت بے دخل کیے گئے افراد کو معاوضہ ادا کر رہی ہے۔ اس طرح کے معاوضے کے حقدار افراد میں کرایہ دار بھی شامل ہیں، اور جب ریاست کرایہ داروں پر زمینوں کو آباد کرنے کے لئے آگے بڑھتی ہے تو وہ ان سے زمین کی مناسب قیمت ادا کرنے کی توقع کرتی ہے اور اس قیمت پر ایک حد مقرر کرتی ہے کہ یہ مذکورہ زمین کے سلسلے میں ادا کیے جانے والے



معاوضے کی رقم سے کبھی زیادہ نہیں ہوگی۔ ہماری رائے میں یہ شق بہت منصفانہ اور معقول ہے اور اس پر رگلین قانون سازی کے ایک ٹکڑے کے طور پر حملہ کرنا بیکار ہوگا۔ ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ کرایہ داروں پر زمین کی آباد کاری انہیں زمین دار بنا دے گی اور یہ اس ایکٹ کا بنیادی خیال ہے۔ اگر کوئی کرایہ دار تصفیہ لینے پر راضی نہیں ہوتا ہے تو اس کی مدد نہیں کی جاسکتی ہے اور لہذا زمین اس سے لے کر کسی اور کو دینا ہوگی جو تصفیہ لینے کے لئے تیار ہوگا۔ اس طرح یہ واضح ہے کہ موجودہ ہولڈنگ پر حد لگانے کا مقصد اضافی زمینوں پر قبضہ کرنا اور انہیں اصل کاشتکاروں یا کرایہ داروں پر آباد کرنا ہے اور یہ ملک کی متعدد ریاستوں کے ذریعہ کی جانے والی زرعی اصلاحات کی لازمی خصوصیت ہے۔ یہ قانون عام طور پر اس سلسلے میں اپنائے جانے والے طریقہ کار کے مطابق ہے اور اس بنیاد پر اس کے جواز کے خلاف حملہ کرنا کہ یہ قانون سازی کا ایک رگلین ٹکڑا ہے، ناکام ہونا چاہئے۔

نتیجے میں ہم سمجھتے ہیں کہ دونوں اپیلوں میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس کے مطابق انہیں اخراجات کے ساتھ خارج کر دیا جاتا ہے۔ سماعت کا ایک سیٹ۔

اپیلیں خارج کر دی گئیں۔